کوئی جنگ کی اور نہ طاقت کا استعمال کیا۔ مخالفین کے مظالم کے باوجود صبر کیا اور خود کو دلیل اور تعلیم تک محدود رکھا۔ وہ تمام انبیا جن کو سیاسی اقتدار نہیں ملا انھوں نے یہی طرز عمل اختیار کیا اور برائی کو طاقت سے ختم کرنے کی کوشش نہیں کی۔

آج ہمارے ملک میں جو مذہبی عناصر دین کو ریاست کی سطح پر نافذ کرنا چاہتے ہیں انھیں بھی یہ کام انبیاے کرام کے طریقے ہی پر چل کر کرنا ہوگا۔ یعنی دلیل اور تعلیم سے لوگوں کے دلوں کو فتح کرنا ہوگا۔ جب دلوں میں تبدیلی آئے گی تو رویوں میں بھی تبدیلی آئے گی۔ اس کے بعد ریاست کی سطح پر بھی دین آپ سے آپ ظاہر ہو جائے گا۔ اس نفاذ میں کوئی منافقت نہیں ہوگی بلکہ گہرا خلوص ہوگا۔ اور پوری دنیا میں اس کے اثرات و ثمرات پھیلیں گے۔ بصورت دیگر اس معاملے میں طاقت اور بارود کے استعمال سے صرف تباہی ملے گی صرف تباہی۔

—— محمد بلال

# قاضی حسین احمد: ایک عہد ساز شخصیت

قاضی حسین احمد کی وفات قوم کے لیے ایک انتہائی دکھ کی گھڑی ہے، قوم آج ایک ایسے رہنما سے محروم ہو گئی ہے جو درحقیقت ان کی امنگوں کا ترجمان تھا، ایک ایسا رہنما جو امت مسلمہ کا درد رکھتا تھا اور جس کی وحدت کے لیے وہ تمام عمر سرگرم رہا۔

قاضی حسین احمد پاکیزہ اور مسنون سیاست کی ایک مسلسل اور بے نظیر مثال تھے۔ انھوں نے پیرانہ سالی کے باوجود نوجوانوں کی مانند ملی، سیاسی اور دینی خدمات سرانجام دیں۔ ان کی ہمت، جوش و ولولہ، خلوص اور مقصد سے لگن قابل رشک اور کارکنوں کے لیے مثال تھی۔ انھوں نے اپنی بیماری کو مقصد میں رکاوٹ نہ بننے دیا، وہ عالم اسلام کے اتحاد کے سب سے بڑے نقیب تھے۔ قاضی حسین احمد عالم اسلام کی تمام اسلامی تحریکوں کے لیے قائد اور رہنما کا درجہ رکھتے تھے۔ ان کی رحلت مراکش سے انڈونیشیا تک پھیلی اس امت کے لیے نقصان عظیم ہے، وہ اپنے پیچھے ایک ایسا خلا چھوڑ گئے ہیں جسے بھرنے کے لیے ایک مدت درکار ہے۔

قاضی حسین احمد ۱۹۳۸ء میں ضلع نوشہرہ (صوبہ خیبر پختون خوا) کے گاؤں زیارت کاکا صاحب میں پیدا ہوئے

اور اپنے دس بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد مولانا قاضی محمد عبدالرب سے حاصل کی پھر اسلامیہ کالج پشاور سے گریجوایشن کے بعد پشاور یونیورسٹی سے جغرافیہ میں ایم ایس سی کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد جہانزیب کالج سیدوشریف میں بحیثیت لیکچرار تین برس تک پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد ملازمت جاری نہ رکھ سکے اور پشاور میں اپنا کاروبار شروع کر دیا اور سرحد چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے نائب صدر منتخب ہوئے۔

دوران تعلیم میں اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان میں شامل رہنے کے بعد قاضی حسین ۱۹۷۰ء میں جماعت اسلامی کے رکن بنے اور ۱۹۷۸ء میں جماعت اسلامی پاکستان کے سیکرٹری جنرل بنے اور ۱۹۸۷ء میں جماعت اسلامی پاکستان کے امیر منتخب کر لیے گئے۔ اور چار مرتبہ امیر منتخب ہوئے۔ ان کے جرأت مند عوامی کردار کی وجہ سے جب ”ظالمو! قاضی آ رہا ہے“ کا نعرہ وجود میں آیا تو دیکھتے ہی دیکھتے ضرب المثل بن گیا۔ یہ نعرہ صرف ایک نعرہ ہی نہیں تھا، بلکہ جماعت اسلامی کی سوچ اور فکر میں آنے والی ایک تبدیلی بھی تھی۔ انھوں نے جماعت اسلامی کو گلے سڑے نظام کی تبدیلی کا استعارہ بنا دیا۔ یہ وہ دور تھا جب آج کی طرح بات نہیں کی جاتی تھی، بلکہ اس زمانے میں شاید جماعت اسلامی ہی وہ واحد جماعت تھی جس نے قاضی حسین احمد کی امارت میں اس نعرے کو عام کیا۔ قاضی حسین احمد تھانوں میں مظلوموں کی امداد کے لئے پہنچ جاتے اور ظالموں کے خلاف خود مظلوموں کے ساتھ آ کھڑے ہوتے۔

انھی دنوں یہ بھی کہا گیا کہ قاضی حسین احمد جماعت اسلامی کے لیے گورباچوف کا کردار ادا کر رہے ہیں، کیونکہ جماعت اسلامی کی سیاست یا تنظیم کا یہ انداز نہیں تھا، جسے قاضی صاحب نے متعارف کرایا...... لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ بات ثابت ہوئی کہ قاضی حسین احمد کی اس پالیسی نے جماعت اسلامی کو قومی دھارے کی ایک اہم سیاسی جماعت بنا دیا۔ ایک ایسی جماعت جس پر ایک خاص نظریے کی محدودیت کا لیبل لگا ہوا تھا، ایک موثر جماعت کے طور پر ابھری اور بعدازاں اس تبدیلی کی علامت بن گئی۔ قاضی حسین احمد کی اس پالیسی کو خود جماعت کے اندر اس طرح سراہا گیا کہ انھیں جماعت کی دوبارہ امارت سونپ دی گئی۔ قاضی حسین احمد کا متحدہ مجلس عمل کی تخلیق میں بھی کلیدی کردار تھا۔ یہ سیاسی و مذہبی جماعتوں کا ایک ایسا اتحاد تھا، جس نے ایک اہم سیاسی طاقت کے طور پر اپنا وجود منوایا۔ اس کی مقبولیت کا ثبوت اس وقت ملا جب خیبر پختون خوا میں متحدہ مجلس عمل نے صوبائی حکومت بنائی اور قومی اسمبلی میں بھی قابل ذکر نشستیں حاصل کیں۔ اگرچہ متحدہ مجلس عمل سے وابستہ توقعات پوری نہ ہو سکیں اور مختلف مسائل کی وجہ سے سرحد میں ان کی حکومت کوئی قابل ذکر کام نہ کر سکی، جس کا خود قاضی حسین احمد بھی اعتراف کرتے تھے۔ متحدہ مجلس عمل کے ختم ہونے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ جماعت اسلامی اور مولانا فضل الرحمٰن کی سوچ مختلف تھی۔

قاضی حسین احمد ۱۹۸۵ء میں چھ سال کے لیے سینیٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۹۲ء میں وہ دوبارہ سینیٹر منتخب ہوئے تاہم بعدازاں حکومتی پالیسیوں پر احتجاج کرتے ہوئے استعفیٰ دے دیا۔ ۲۰۰۲ء کے عام انتخابات میں قاضی صاحب دو حلقوں سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ تحریک نظام مصطفیٰ کے علاوہ افغانستان پر امریکی حملوں اور یورپ میں پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی پر مبنی خاکوں پر احتجاج کرنے پر گرفتار کیا گیا۔ دوران گرفتاری میں انھوں نے متعدد اہم مقالہ جات لکھے، جو بعد میں کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ قاضی حسین احمد کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ قاضی صاحب کو اپنی مادری زبان پشتو کے علاوہ اردو، انگریزی، عربی اور فارسی پر عبور حاصل تھا۔ وہ ایک اعلیٰ پایے کے سیاست دان، سیاست میں شرافت کی علامت اور محبّ وطن پاکستانی تھے۔ میاں طفیل محمد مرحوم و مغفور کے بعد جب انھوں نے جماعت اسلامی کی امارت سنبھالی تو اس وقت جماعت اسلامی مارشل لا کی بی ٹیم کہلاتی تھی۔ سوویت یونین کے خلاف افغان مجاہدین کی جنگ آزادی کی بھرپور حمایت سے قاضی حسین احمد نے جماعت کو ایک متحرک سیاسی و مذہبی جماعت بنا دیا۔ وہ اپنی تقاریر میں علامہ اقبال کے اشعار استعمال کر کر قومی ایشوز کو اجاگر کرتے تھے۔ انھیں علامہ اقبال کا کلام ازبر تھا اور اس تناظر میں انھیں حافظ اقبال بھی کہا جاتا تھا۔ انھیں یہ اعزاز بھی حاصل رہا کہ انھوں نے جماعت کے جلسے اور جلوسوں کے اجتماعات کے روایتی انداز کو بدل کر اسے پرجوش اور جدید عوامی رنگ دیا۔ اس طرح وہ عام لوگوں کو صالحین کے قریب کرنے میں کچھ کامیاب بھی رہے دیگر جماعتوں کی مدد سے بننے والے اتحادوں میں شامل ہو کر اور عام انتخابات میں بھی بھرپور شرکت کر کے جماعت اسلامی کو سیاست کے عوامی دھارے میں شامل رکھا اور مشرف دور میں ۲۰۰۸ء کے انتخابات کا بائیکاٹ کر کے انھوں نے جماعت پر سے مارشل لا کی بی ٹیم کا ٹھپہ اتارنے کی بھی کوشش کی۔ قاضی حسین احمد ۷۴ سال کی عمر میں بھی ایک متحرک اور جواں ہمت رہنما کی طرح اپنا مشن جاری رکھے ہوئے تھے...... لیکن پھر اچانک ان کا بلاوا آ گیا اور وہ فانی دنیا سے مستقل دنیا میں چلے گئے۔

—— عقیل احمد انجم